1165

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (35تا40)

ترجمہ:

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	لَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا عَبَدْنَا	مِنْ دُوْنِهٖ
اور کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	شرک کیا	اگر	چاہتا	اللہ	تو ہم بندگی نہ کرتے	اس کے علاوہ

مِنْ شَیْءٍ	نَّحْنُ	وَلَآ اٰبَآؤُنَا	وَلَا حَرَّمْنَا	مِنْ دُوْنِهٖ
کسی بھی چیز کی	(نہ) ہم	اور نہ ہی ہمارے آباؤاجداد	اور ہم حرام نہ کرتے	اس کے (حکم کے) بغیر

مِنْ شَیْءٍ ؕ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ	فَهَلْ	عَلَى الرُّسُلِ
کسی بھی چیز کو	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو کیا ہے	رسولوں پر

اِلَّا	الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾	وَلَقَدْ بَعَثْنَا	فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ
سوائے اس کے کہ	واضح طور پر پہنچا دینا	اور یقیناً ہم نے بھیجا ہے	ہر ایک امت میں

رَّسُوْلًا	اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَاجْتَنِبُوا	الطَّاغُوْتَ ۚ
ایک رسول	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور تم لوگ بچو	طاغوت سے

فَمِنْهُمْ مَّنْ	هَدَى	اللّٰهُ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	حَقَّتْ
تو ان میں وہ بھی ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	اور ان میں وہ بھی ہیں	ثابت ہوئی

عَلَيْهِ	الضَّلٰلَةُ ؕ	فَسِيْرُوْا	فِي الْاَرْضِ	فَانْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ
جس پر	گمراہی	پس تم لوگ چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾	اِنْ	تَحْرِصْ	عَلٰى هُدٰهُمْ
جھٹلانے والوں کا انجام	اگر	آپ شدید خواہش کریں	ان لوگوں کے راہ راست پر آنے کی

فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَهْدِيْ	مَنْ	يُّضِلُّ	وَمَا لَهُمْ
تو بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	اس کو جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	اور ان کے لئے نہیں ہے

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾	وَاَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ
کوئی بھی مدد کرنے والا	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	بڑے زور وشور سے

لَا يَبْعَثُ	اللّٰهُ	مَنْ	يَّمُوْتُ ؕ	بَلٰى	وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا	وَّلٰكِنَّ
نہیں اٹھائے گا	اللہ	اس کو جو	مرجاتا ہے	کیوں نہیں	اس پر ہے سچا وعدہ	اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾	لِيُبَيِّنَ	لَهُمُ الَّذِيْ	1165 يَخْتَلِفُوْنَ
اکثر لوگ	جانتے نہیں ہیں	تا کہ وہ واضح کر دے	ان کے لیے جو	اختلاف کرتے ہیں

فِيْهِ	وَلِيَعْلَمَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَنَّهُمْ	كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾
اس (اٹھائے جانے) میں	اور تا کہ جان لیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کہ وہ ہی	جھوٹے تھے

اِنَّمَا	قَوْلُنَا	لِشَيْءٍ	اِذَآ	اَرَدْنٰهُ	اَنْ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہمارا کہنا ہے	کسی چیز کے لئے	جب بھی	ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا	کہ

نَّقُوْلَ	لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع
ہم کہتے ہیں	اس سے	تو ہو جا	تو وہ ہو جاتی ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۳۵ میں کہا گیا ہے کہ واضح طور پر پہنچا دینے کے سوا رسولوں پر اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہی بات ایک دوسرے پیرائے میں اس طرح کہی گئی ہے کہ ہم نے آپؐ کو صرف خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (25/52) قرآن مجید میں ان دونوں اسلوب کی اور بھی آیات ہیں۔ ایسی آیات کی بنیاد پر منکرین حدیث استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف یہ تھا کہ وہ قرآن پہنچا دیں۔ حالانکہ منکرین حدیث خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، لیکن یہ استدلال بتا رہا ہے کہ قرآن مجید کا پوری طرح مطالعہ نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید کے بہت سے وضاحت طلب امور کی وضاحت خود قرآن میں موجود ہے اور اس مسئلہ کی بھی پوری وضاحت قرآن میں دی ہوئی ہے۔ اگر تمام متعلقہ آیات کو سامنے رکھ کر کوئی سمجھنا چاہے تو بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے جو درج ذیل ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بعثت یعنی مشن یہ تھا کہ وہ اللہ کے دین کو پورے نظامِ حیات پر غالب کر دیں۔ قرآن مجید میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ دہرائی ہے۔ (9/33، 48/28، 61/9) اس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس طریقہ کار کا تعین کیا تھا وہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے۔ یہ ابلاغ ہے اور اس میں انذار و تبشیر از خود شامل ہے۔ لوگوں کا تزکیہ کرتے تھے۔ کتاب کی تعلیم دیتے تھے اور حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپؐ کے ان فرائض کا ذکر بھی قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔ (2/129، 2/151، 3/164، 62/2) تعلیم کتاب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو احکام و ہدایات ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے اور ان پر ہم نے کس طرح عمل کرنا ہے۔ یہ مطلب کسی کا خود ساختہ نہیں ہے بلکہ اس کی سند قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اور ہم نے نازل کیا آپؐ کی طرف اس ذکر کو تا کہ آپؐ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف (یعنی قرآن) (16/44)

نہ صرف قرآن کے مذکورہ مقامات کو نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ مذکورہ غلط استدلال جن آیات کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہی، ان کے سیاق وسباق سے بھی اغماض برتا گیا ہے، کیونکہ ان کے سیاق وسباق سے پوری طرح واضح ہے کہ ان میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو

ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ابلاغ اور انذار و تبشیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 1165 کا کام ختم ہو جاتا ہے اور ان سے اب آپؐ بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دی ہے کہ دوزخ میں جانے والوں کے متعلق آپؐ سے نہیں پوچھا جائے گا (2/119)۔ لیکن جو لوگ ایمان لے آئے ان کے لئے آپؐ کا کام ختم نہیں ہوا بلکہ شروع ہوا تھا۔ ان کا تزکیہ کرنا۔ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینا تاکہ وہ لوگ اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بنیں اور آپؐ کے مشن کی تکمیل ہو۔ اس سارے Process کے قولی اور عملی ریکارڈ کا نام حدیث ہے اور یہ اہل ایمان کے لئے ہے۔

(از۔ لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (41 تا 44)

ترکیب

(آیت۔41) لَنُبَوِّئَنَّ کا مفعول اول هُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو کہ دَارًا ہو سکتا ہے۔ حَسَنَةً اس کی صفت ہے۔ يَعْلَمُوْنَ کی ضمیر فاعلی، آیت۔39 میں مذکور كٰذِبِيْنَ کے لئے ہے۔ (آیت۔42) اس پوری آیت کا فقرہ گذشتہ آیت میں مذکور وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا کی صفت ہے (آیت۔43) رِجَالًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ اس کی پہلی خصوصیت نُوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ہے اور دوسری خصوصیت بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ہے۔ (آیت۔44) وَمَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ میں۔ اِلَيْهِمْ دراصل لَهُمْ کے معنی میں ہے۔

ترجمہ:

وَالَّذِيْنَ	هَاجَرُوْا	فِي اللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	ظُلِمُوْا
اور وہ لوگ جنہوں نے	ہجرت کی	اللہ (کی راہ) میں	اس کے بعد کہ جو	ان پر ظلم کیا گیا

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ	فِي الدُّنْيَا	حَسَنَةً ۭ	وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
ہم لازماً ٹھکانہ دیں گے ان کو	دنیا میں	ایک اچھے (گھر) کا	اور یقیناً آخرت کا بدلہ

اَكْبَرُ ۘ	لَوْ	كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿41﴾	الَّذِيْنَ	صَبَرُوْا	وَعَلٰي رَبِّهِمْ
سب سے بڑا ہے	کاش	وہ لوگ جانتے ہوتے	جو	ثابت قدم رہے	اور اپنے رب پر ہی

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿42﴾	وَمَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	اِلَّا	رِجَالًا	نُّوْحِيْٓ
بھروسہ کرتے رہے	اور ہم نے نہیں بھیجا	آپؐ سے پہلے	مگر	کچھ مردوں کو	ہم وحی کرتے تھے

اِلَيْهِمْ	فَسْــَٔلُوْٓا	اَهْلَ الذِّكْرِ	اِنْ	كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿43﴾
جن کی طرف	پس تم لوگ پوچھو	یاددہانی والوں سے	اگر	تم لوگ نہیں جانتے

بِالْبَيِّنٰتِ	وَالزُّبُرِ ۭ	وَاَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ
(جن کو بھیجا) واضح (نشانیوں کے) ساتھ	اور صحیفوں کے ساتھ	اور ہم نے اتارا	آپؐ کی طرف

الذِّكْرَ	لِتُبَيِّنَ	لِلنَّاسِ	مَا
اِس ذکر کو (قرآن)	تاکہ آپؐ واضح کریں	لوگوں کے لئے	اس کو جو

1165

نُزِّلَ	اِلَيۡهِمۡ	وَلَعَلَّهُمۡ	يَتَفَكَّرُوۡنَ ۝۴۴
نازل کیا گیا	ان کی طرف (یعنی ان کے واسطے)	اور شاید وہ لوگ	غور وفکر کریں

نوٹ۔1

آیت۔44 کے دوسرے جز میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مامور فرمایا ہے کہ آپؐ قرآن کے نازل شدہ آیات کی وضاحت لوگوں کے سامنے کر دیں۔ یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور احکام کو صحیح طور پر سمجھنا رسول اللہ ﷺ کے بیان پر موقوف ہے۔ اگر ہر انسان صرف عربی زبان اور عربی ادب سے واقف ہو کر قران کے احکام کو اللہ کی منشاء و مرضی کے مطابق سمجھنے پر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو وضاحت کی خدمت سپرد کرنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔

رسول اللہ ﷺ کا قرآن کی وضاحت پر مامور ہونے کا حاصل یہ ہوا کہ آپؐ سے جو بھی قول وفعل ثابت ہے وہ سب قرآن ہی کے ارشادات ہیں۔ بعض تو ظاہری طور پر کسی آیت کی تفسیر وتوضیح ہوتے ہیں اور بعض جگہ بظاہر قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا مگر آپؐ کے قلب مبارک میں بطور وحی اس کا القاء کیا جاتا ہی، وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے حکم میں ہوتا ہے، کیونکہ قرآن کی تصریح کے مطابق آپؐ کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔(53/3۔4) اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی تمام عبادات ومعاملات بوحی خداوندی اور بحکم قرآن ہیں۔ جہاں کہیں آپؐ نے اپنے اجتہاد سے کوئی کام کیا ہے تو وحی الٰہی سے یا اس پر کوئی نکیر نہ کرنے سے اس کی تصحیح اور پھر تائید کر دی جاتی ہے اس لئے وہ بھی بحکم وحی ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (45 تا 50)

خ س ف

(ض) خُسُوۡفًا: کسی جگہ کا دھنس جانا (لازم)۔ کسی کو دھنسا دینا (متعدی) زیر مطالعہ آیت۔45۔

د خ ر

(ف۔س) دَخۡرًا: ذلیل ہونا۔ حقیر ہونا۔

دَاخِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ ذلیل وحقیر ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔48

ترجمہ:

اَفَاَمِنَ	الَّذِيۡنَ	مَكَرُوا	السَّيِّاٰتِ	اَنۡ	يَّخۡسِفَ
تو کیا بے فکر ہو گئے	وہ لوگ جنہوں نے	خفیہ تدبیر کی	برائیوں کے لئے	کہ	دھنسا دے

اللّٰهُ	بِهِمُ	الۡاَرۡضَ	اَوۡ	يَاۡتِيَهُمُ	الۡعَذَابُ	مِنۡ حَيۡثُ
اللہ	ان کو	زمین میں	یا	پہنچے ان کے پاس	عذاب	جہاں سے

لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۴۵	اَوۡ	يَاۡخُذَهُمۡ	فِىۡ تَقَلُّبِهِمۡ
وہ لوگ شعور (بھی) نہ رکھتے ہوں	یا	یہ کہ وہ (یعنی اللہ) پکڑے ان کو	ان کے گھومنے پھرنے میں

فَمَاهُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۝۴۶	اَوْ	يَاْخُذَهُمْ	عَلٰى تَخَوُّفٍ ط 1165
پھر وہ لوگ نہ ہوں	عاجز کرنے والے	یا	یہ کہ وہ پکڑے ان کو	ڈرانے کے بعد

فَاِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ ۝۴۷
تو بیشک	تم لوگوں کا رب	یقیناً بے انتہاء شفقت کرنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

اَوَلَمْ يَرَوْا	اِلٰى مَا	خَلَقَ اللّٰهُ	مِنْ شَيْءٍ	يَّتَفَيَّؤُا
اور کیا انہوں نے غور ہی نہیں کیا	اس کی طرف جو	پیدا کیا اللہ نے	کوئی بھی چیز	(کہ) ڈھلتے ہیں

ظِلٰلُهٗ	عَنِ الْيَمِيْنِ	وَالشَّمَآئِلِ	سُجَّدًا
ان کے سائے	داہنی طرف سے	بائیں طرف سے	سجدہ کرتے ہوئے

لِّلّٰهِ	وَهُمْ	دٰخِرُوْنَ ۝۴۸	وَلِلّٰهِ	يَسْجُدُ	مَا
اللہ کو	اور وہ سب	عاجزی کرتے ہیں	اور اللہ کو	سجدہ کرتا ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	مِنْ دَآبَّةٍ
آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	کوئی بھی چلنے والا

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ	وَهُمْ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۴۹	يَخَافُوْنَ	رَبَّهُمْ
اور فرشتے (بھی)	اور وہ سب	تکبر نہیں کرتے	وہ ڈرتے ہیں	اپنے رب سے

مِّنْ فَوْقِهِمْ	وَيَفْعَلُوْنَ	مَا	يُؤْمَرُوْنَ ۝۵۰ السجدۃ
اپنے اوپر سے	اور وہ کرتے ہیں	وہ جو	انہیں حکم دیا جاتا ہے

آیت نمبر (51تا56)

و ص ب

(ض) وُصُوْبًا: دائمی ہونا۔ لازم ہونا۔

وَاصِبٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دائمی۔ لازمی۔ زیر مطالعہ آیت۔52

ج ء ر

(ف) جَأْرًا: وحشی جانور کا گھبراہٹ میں زور سے آواز نکالنا۔ چلانا۔ گڑگڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔53

ترکیب

(آیت۔52) اَفَغَيْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ تَتَّقُوْنَ کا مفعول مقدم ہے۔ (آیت۔54) فَرِيْقٌ اسم جمع ہے اس لئے بِرَبِّهِمْ میں جمع کی ضمیر اور يُشْرِكُوْنَ جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ (آیت۔55) لِيَكْفُرُوْا کے لام کو لامِ کَیْ کے بجائے لام عاقبت

ماننا زیادہ بہتر ہے۔ تَمَتَّعُوْا میں دو امکانات ہیں۔ یہ فعل ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور فعل امر میں جمع مذکر مخاطب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ آگے تَعْلَمُوْنَ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل امر ہے۔ اگر یَعْلَمُوْنَ آتا تو پھر اسے فعل ماضی مانا جاتا۔

ترجمہ:

وَقَالَ	اللّٰهُ	لَا تَتَّخِذُوْٓا	اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ	اِنَّمَا	هُوَ
اور کہا	اللہ نے	تم لوگ مت بناؤ	دو معبود	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَاِيَّايَ	فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾	وَلَهٗ	مَا
واحد الٰہ ہے	پس صرف مجھ سے ہی	پھر خوف کرو میرا	اور اس کا ہی ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَلَهُ	الدِّيْنُ
آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	اور اس کے لئے ہی ہے	مکمل نظام حیات

وَاصِبًا ۭ	اَفَغَيْرَ اللّٰهِ	تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾	وَمَا	بِكُمْ
لازمی ہوتے ہوئے	تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور جو	تمہارے لئے ہے

مِّنْ نِّعْمَةٍ	فَمِنَ اللّٰهِ	ثُمَّ	اِذَا	مَسَّكُمُ	الضُّرُّ
کوئی بھی نعمت	تو (وہ) اللہ (کے پاس) سے ہے	پھر	جب بھی	چھوتی ہے تمہیں	سختی

فَاِلَيْهِ	تَجْـَٔرُوْنَ ۚ ﴿۵۳﴾	ثُمَّ	اِذَا	كَشَفَ	الضُّرَّ	عَنْكُمْ
تو اس کی طرف ہی	تم لوگ گڑگڑاتے ہو	پھر	جب	وہ ہٹاتا ہے	سختی کو	تم لوگوں سے

اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْكُمْ	بِرَبِّهِمْ	يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ۙ
تب ہی	ایک فریق	تم میں سے	اپنے رب کے ساتھ	شریک کرتے ہیں

لِيَكْفُرُوْا	بِمَآ	اٰتَيْنٰهُمْ ۭ	فَتَمَتَّعُوْا ۣ	فَسَوْفَ
نتیجۃً وہ ناشکری کرتے ہیں	اس کی جو	ہم نے دیا ان کو	تو تم لوگ فائدہ اٹھالو	پھر عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾	وَيَجْعَلُوْنَ	لِمَا	لَا يَعْلَمُوْنَ
تم لوگ جان لوگے	اور وہ بناتے ہیں	اس کے لئے جس کا	وہ لوگ علم نہیں رکھتے

نَصِيْبًا	مِّمَّا	رَزَقْنٰهُمْ ۭ	تَاللّٰهِ	لَتُسْـَٔلُنَّ
ایک حصہ	اس میں سے جو	ہم نے روزی دی ان کو	اللہ کی قسم	تم لوگوں سے لازماً پوچھا جائے گا

عَمَّا	كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾
اس کے بارے میں جو	تم لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ۔1

آیت۔56 میں ''لَا یَعۡلَمُوۡنَ'' کے حقیقی مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ذہن میں کچھ باتیں واضح ہونا ضروری ہیں۔ 1185
مادہ ''ع ل م'' سے مختلف اسماء وافعال قرآن مجید میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں اور یہ زیادہ تر لغوی مفہوم کے بجائے اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں ''علم'' ایسی معلومات کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے انبیاء و رسل کو دی ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور اگر آپؐ نے پیروی کی ان لوگوں کی خواہشات کی اس کے بعد کہ جو آپؐ کے پاس آیا علم میں سے۔'' (2/145) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے انبیاء ورسل کو جو کچھ بتایا ہے اور بتاتا ہے اس میں سے کچھ آیا ہے باقی ابھی آنا ہے۔

اسی طرح سے قرآن میں جہاں کہیں علم کی نفی آئی ہے بالعموم وہاں مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات جس کی کوئی سند سابقہ انبیاء ورسل کی تعلیمات میں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات یعنی قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو۔ جیسے فرمایا ''اور تو پیچھے مت پڑ اس کے تیرے لئے جس کا کوئی علم نہیں۔'' (17/36) ''اور اگر وہ دونوں یعنی والدین تجھ سے جہاد کریں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرے لئے نہیں ہے تیرے لئے جس کا کوئی علم تو ان کی اطاعت مت کر'' (31/15) یہ اور ایسے متعدد مقامات پر علم نہ ہونے کا مطلب ہے قرآن وحدیث میں سند نہ ہونا۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں بعض مقامات پر یہ لفظ اصطلاحی کے بجائے لغوی مفہوم میں بھی آیا ہے۔ جیسے قارون کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا'' اس نے کہا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ مجھے ملا ہے یہ ایک علم کی بنیادی پر جو میرے پاس ہے۔'' (28/78) یہاں علم کا مطلب ہے تجربہ اور مہارت یعنی ہنرمندی۔ کوئی اگر آیت کے سیاق وسباق کو نظر میں رکھے تو وہ آسانی سے تمیز کرسکتا ہے کہ کہاں یہ لفظ لغوی مفہوم میں آیا ہے۔

اس لحاظ سے آیت۔56 کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان شکرانے، نذر ونیاز اور چڑھاوے میں غیر اللہ کے لئے جو حصہ مقرر کرلیتا ہے، ان ہستیوں کے وجود اور صفات کی اس کے پاس قرآن وحدیث میں کوئی سند نہیں ہے۔

آیت نمبر (57 تا 62)

د س س

(ن)	دَسًّا	کسی چیز کو کسی چیز کے نیچے چھپا دینا۔ کسی چیز میں ٹھونس دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔59

ترجمہ:

وَيَجۡعَلُوۡنَ	لِلّٰهِ	الۡبَنٰتِ	سُبۡحٰنَهٗ	وَلَهُمۡ	مَّا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لئے	بیٹیاں	پاکیزگی اس کی ہے،	اور ان کے لئے	وہ ہے جو

يَشۡتَهُوۡنَ ۝	وَاِذَا	بُشِّرَ	اَحَدُهُمۡ	بِالۡاُنۡثٰى
وہ چاہتے ہیں	اور جب بھی	خوشخبری دی جاتی ہے	ان کے کسی ایک کو	مونث (یعنی بیٹی) کی

ظَلَّ	وَجْهُهٗ	مُسْوَدًّا	وَّهُوَ	كَظِيْمٌ ۚ ﴿٥٨﴾	يَتَوٰرٰى	1165 مِنَ الْقَوْمِ
تو ہو جاتا ہے	اس کا چہرہ	سیاہ	اور وہ	غم زدہ ہے	وہ چھپتا ہے	لوگوں سے

مِنْ سُوْٓءِ مَا	بُشِّرَ	بِهٖ ؕ	اَيُمْسِكُهٗ
اس کی برائی (کے سبب) سے	اس کو خوشخبری دی گئی	جس کی	چاہے وہ تھام لے اس کو

عَلٰى هُوْنٍ	اَمْ يَدُسُّهٗ	فِى التُّرَابِ ؕ	اَلَا	سَآءَ	مَا
رسوائی کے باوجود	یا وہ دھنسا دے اس کو	مٹی میں	خبردار	کتنا برا ہے	وہ جو

يَحْكُمُوْنَ ﴿٥٩﴾	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	مَثَلُ السَّوْءِ ۚ
یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	ان کے لئے جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	برائی کی مثال ہے

وَلِلّٰهِ	الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ۧ ﴿٦٠﴾	وَلَوْ
اور اللہ کے لئے	بلند ترین مثال ہے	اور وہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر

يُؤَاخِذُ	اللّٰهُ	النَّاسَ	بِظُلْمِهِمْ	مَّا تَرَكَ	عَلَيْهَا	مِنْ دَآبَّةٍ
پکڑے	اللہ	لوگوں کو	ان ظلم کے سبب سے	تو وہ نہ چھوڑے	اس پر	کوئی بھی چلنے والا

وَّلٰكِنْ	يُّؤَخِّرُ	هُمْ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ	فَاِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمْ
اور لیکن	وہ مہلت دیتا ہے	ان کو	ایک معین مدت تک	پھر جب	آجائے	ان کا وقت

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ	سَاعَةً	وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾	وَيَجْعَلُوْنَ
تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے	ایک گھڑی (لمحہ) بھر	اور نہ ہی آگے ہوں گے	اور وہ بناتے ہیں

لِلّٰهِ	مَا	يَكْرَهُوْنَ	وَتَصِفُ	اَلْسِنَتُهُمُ
اللہ کے لئے	وہ جس کو	یہ لوگ (خود) ناپسند کرتی ہیں	اور بیان کرتے ہیں	ان کی زبانیں

الْكَذِبَ	اَنَّ	لَهُمُ	الْحُسْنٰى ؕ	لَا جَرَمَ	اَنَّ	لَهُمُ	النَّارَ
جھوٹ	کہ	ان کے لئے ہے	بہترین	کوئی شک نہیں	کہ	ان کے لئے	آگ ہے

وَاَنَّهُمْ	مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾
اور یہ کہ وہ لوگ	زیادہ کئے جانے والے ہیں

نوٹ۔1

تفسیر روح البیان میں ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے تاکہ اہل جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ آیت نمبر 42 تا 49 میں بیٹوں سے پہلے بیٹیوں کا ذکر کرنے سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہونا افضل ہے۔ (معارف القرآن)

1165

آیت نمبر (63تا69)

ف ر ث

(س) فَرَثًا شکم سیر ہونا۔
فَرْثٌ گوبر (جب تک اوجھڑی میں رہے) زیر مطالعہ آیت۔66۔

ترکیب

(آیت۔63) اَرْسَلْنَآ کا مفعول رُسُلًا محذوف ہے۔ (آیت 24) هُدًى اور رَحْمَةً کو یہاں حال کے بجائے مفعول لَہٗ ماننا بہتر ہے۔ (آیت۔66) اَلْاَنْعَام اسم جنس ہے۔ اس لئے بُطُوْنِهٖ میں واحد مذکر کی ضمیر ہٖ بھی جائز ہے۔ نُسْقِيْ کا مفعول اول كُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی لَبَنًا خَالِصًا ہے جبکہ سَآئِغًا حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

تَاللّٰهِ	لَقَدْ اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓى اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ
اللہ کی قسم	ہم یقیناً بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپ ؐ سے پہلے

فَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	فَهُوَ	وَلِيُّهُمُ
پھر مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	تو وہ ہی	ان کا کارساز ہے

الْيَوْمَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾	وَمَآ اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ
آج کے دن (بھی)	اور ان سب کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ہم نے نہیں اتارا	آپ ؐ پر

الْكِتٰبَ	اِلَّا	لِتُبَيِّنَ	لَهُمُ	الَّذِى	اخْتَلَفُوْا
اس کتاب کو	مگر اس واسطے	کہ آپ ؐ واضح کر دیں	ان کے لئے	اس کو	انہوں نے اختلاف کیا

فِيْهِ ۙ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾
جس میں	اور ہدایت کے واسطے	اور رحمت کے واسطے	ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان رکھتے ہیں

وَاللّٰهُ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَحْيَا بِهِ	الْاَرْضَ	بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ
اور اللہ نے	اتارا	آسمان سے	پانی	پھر اس نے زندہ کیا اس سے	زمین کو	اس کی موت کے بعد

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع	وَاِنَّ
بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے	جو کان دھرتے ہیں	اور بیشک

لَكُمْ	فِي الْاَنْعَامِ	لَعِبْرَةً ۭ	نُسْقِيْكُمْ	مِّمَّا
تمہارے لئے	چوپایوں میں	یقیناً ایک عبرت ہے	ہم پلاتے ہیں تم لوگوں کو	اس میں سے جو

فِيْ بُطُوْنِهٖ	مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ	لَّبَنًا خَالِصًا
ان کے پیٹوں میں ہے	خون اور گوبر کے درمیان سے	(خون اور گوبر کی) ملاوٹ سے پاک دودھ

سَآئِغًا	لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾	وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ	تَتَّخِذُوْنَ 1165
خوشگوار ہوتے ہوئے	پینے والوں کے لئے	انگور اور کھجور کے پھلوں سے	تم لوگ بناتے ہو

مِنْهُ	سَكَرًا	وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
جس سے	نشہ آور چیز	اور اچھا رزق	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے

يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾	وَاَوْحٰى	رَبُّكَ	اِلَى النَّحْلِ	اَنِ	اتَّخِذِىْ
جو عقل سے کام لیتے ہیں	اور وحی کیا	آپؐ کے رب نے	شہد کی مکھی کی طرف	کہ	تو بنا

مِنَ الْجِبَالِ	بُيُوْتًا	وَّمِنَ الشَّجَرِ	وَمِمَّا	يَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ۙ
پہاڑوں میں	گھر	اور درختوں میں	اور اس میں جو	یہ لوگ چھت ڈالتے ہیں

ثُمَّ	كُلِىْ	مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	فَاسْلُكِىْ	سُبُلَ رَبِّكِ	ذُلُلًا ؕ
پھر	تو کھا	سارے پھلوں میں سے	پھر تو چل	اپنے رب کے راستوں میں	جو سدھائے ہوئے ہیں

يَخْرُجُ	مِنْۢ بُطُوْنِهَا	شَرَابٌ	مُّخْتَلِفٌ	اَلْوَانُهٗ	فِيْهِ	شِفَآءٌ
نکلتی ہے	ان کے پیٹوں سے	پینے کی ایک چیز	مختلف ہیں	اس کے رنگ	اس میں	شفا ہے

لِّلنَّاسِ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾
لوگوں کے لئے	بیشک	اس میں	ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے	جو غور و فکر کرتے ہیں

نوٹ۔1

آیت ۔۶۵ میں ہے کہ آسمان سے پانی برستا ہے تو مردہ زمین جی اٹھتی ہے۔اس کے آگے یہ نہیں فرمایا کہ اس میں ان کے لئے نشانی ہے جو دیکھتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ان کے لئے نشانی ہے جو سن کر سمجھتے ہیں۔اس سماعت کا تعلق گذشتہ آیت ۔۶۴ سے ہے جس میں قران کو ہدایت اور رحمت کہا گیا ہے۔اس طرح مطلب یہ ہوا کہ جس طرح آسمان سے برسنے والے پانی سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح آسمان سے برسنے والی اس وحی یعنی قرآن سے ان کے مردہ دل جی اٹھتے ہیں جو اس کو سن کر سمجھتے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر سے سے ماخوذ)

نوٹ۔2

آیت ۔۶۷۔ میں نشہ اور رزق حسن کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے نشہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ مکہ میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ میں سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے کہ نشہ نے حرام ہونا ہے۔چنان ۶ھ مدینہ میں اس کے حرام ہونے کا حکم آ گیا۔(حافظ یار صاحب مرحوم)

صحابہ کرامؓ کا رویہ یہ تھا کہ وہ لوگ قرآن میں اللہ کی منشاو مرضی تلاش کرتے تھے۔اس لئے اس آیت میں ان کو صاف نظر آ گیا کہ نشہ ہمارے رب کو پسند نہیں ہے۔جبکہ ہمارے ترقی پسند مسلمان بھائی قرآن میں اپنی مرضی کا جواز تلاش کرتے ہیں۔اس لئے ان کو

اسی آیت میں نشہ کے جائز ہونے کا جواز نظر آتا ہے اور اس کے حرام ہونے کا حکم نظر نہیں آتا کیونکہ اس 1165 میں حرام کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ رِجْسٌ (نجاست) کا لفظ آیا ہے۔فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست۔

نوٹ۔3

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مکھیوں کی تمام قسمیں جہنم میں جائیں گی جو وہاں جہنمیوں پر بطور عذاب مسلط کر دی جائیں گی۔مگر شہد کی مکھی جہنم میں نہیں جائے گی (معارف القرآن)۔اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ باقی مکھیاں اپنے لئے جیتی ہیں جبکہ شہد کی مکھی دوسروں کے لئے جیتی ہے۔

نوٹ۔4

شہد کی افادیت کے متعلق جو کچھ تفاسیر میں ہے اور حکیم لوگوں نے جو نسخے تجویز کئے ہیں ان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا جاتا ہے، کیونکہ ان کا کوئی سائنٹفک ثبوت نہیں ہے، لیکن ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے ہماری خوش اعتقادی کا اب سائنٹفک ثبوت بھی سامنے آ گیا ہے۔مغربی ممالک میں شہد سے مختلف بیماریوں کے علاج کو جو تجربے کئے گئے ہیں ان کے متعلق کینیڈا کے ایک ہفت روزہ ''ویکلی ورلڈ نیوز'' نے اپنی ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔اس کے کچھ اقتباسات درج ہیں۔

جوڑوں کا درد:

ایک حصہ شہد دو حصے نیم گرم پانی میں حل کریں اور بعد میں اس میں ایک چھوٹے چمچ کے برابر دارچینی کا پاؤڈر ملا لیں۔جسم کے درد والے حصہ پر اس مرکب کی ہلکی ہلکی مالش کریں۔اس سے چند ہی منٹوں میں درد میں فوری طور پر افاقہ ہوگا یا پھر Arthritis کے مریض یہ بھی کر سکتے ہیں کہ روزانہ صبح و شام ایک پیالی گرم پانی دو چمچ شہد اور ایک چھوٹا دارچینی کا پاؤڈر ملا کر یہ مرکب باقاعدگی سے پئیں۔درد چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو اس سے افاقہ ہوگا۔

اس علاج کے سلسلے میں کوپن ہیگن یونیورسٹی میں حال ہی میں ایک تجربہ کیا گیا۔ایک ڈاکٹر نے Arthritis کے تقریباً دو ہزار مریضوں کو روزانہ ناشتے سے قبل ایک شربت باقاعدگی سے پلانا شروع کیا جو صرف ایک چمچ شہد اور صف چمچ دارچینی کے پاؤڈر پر مشتمل تھا۔ایک آدھ ہفتے میں ہی ۷۳۱ مریضوں کا درد ختم ہو گیا اور ایک ماہ میں تو وہ سارے مریض جو درد کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر تھے، چلنے پھرنے لگے۔

کولسٹرول میں کمی

سولہ اونس چائے کے پانی میں دو چمچ شہد اور تین چمچ دارچینی کا پاؤڈر ملا کر پلانے سے گھنٹے میں مریض کے خون میں موجود کولسٹرول میں دس فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔اس سلسلے میں ہونے والی ریسرچ میں کہا گیا ہے کہ دن میں تین دفعہ اس طرح پینے سے کولسٹرول کی سطح کم ہو جاتی ہے۔ڈاکٹر الیکز انڈر اندیو اور اردک ویگوئیل مین نے ایک مشہور میڈیکل جرنل میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اگر روزانہ اس طرح چائے بنا کر پی جائے تو خون میں کولسٹرول کی مقدار چاہے خطرے کی حدود کو چھو رہی ہو تو وہ بھی کنٹرول ہو جاتی ہے اور چربی کی مقدار بھی اپنی حد میں رہتی ہے۔اس جرنل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روزمرہ غذا میں خالص شہد کے باقاعدہ استعمال سے کولشترول کی شکایت کبھی بھی پیدا نہیں ہوسکتی۔

امراضِ قلب:

1165

روزانہ صبح ناشتے میں بریڈ یا روٹی کے ساتھ جام یا جیلی لینے کی بجائے شہد اور دار چینی کے پاؤڈر کا پیسٹ بنا کر لینے سے جسم میں اور خون کی نالیوں میں جمع ہونے والی چربی پھگل جاتی ہے اور اس طرح امراض قلب کے حملے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن لوگوں کو ایک دفعہ ہارٹ اٹیک ہو چکا ہو وہ بھی دوسرے اٹیک سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے باقاعدہ استعمال سے دل کی دھڑکن معمول پر رہتی ہے اور تنفس کی تکلیف میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔ امریکہ، کنیڈا اور دیگر ممالک میں کئے جانے والے تجربات کی روشنی میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ خون کی نالیوں میں جو سختی آجاتی ہے اور ان کی لچک ختم ہو جاتی ہے۔ شہد اور دار چینی کے باقاعدہ استعمال سے یہ صورتحال ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا لچکیلا پن بحال ہو جاتا ہے اور برقرار رہتا ہے۔

وبائی بیکٹیریا سے جسم کی حفاظت:

ماہرین ڈاکٹر اور تجربات کرنے والے سائنسدانوں کا بیان ہے کہ شہد اور دار چینی استعمال کرنے والوں کے جسموں میں موجود بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی قوت مدافعت میں تین گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے انہیں وبائی بیکٹیریا اور بماریوں کے دیگر جراثیم سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہد میں اللہ تعالیٰ اللہ نے بے شمار مقوی اجزاء اور وٹامن رکھے ہیں جو اس قسم کے جراثیم کا فوری طور پر خاتمہ کر دیتے ہیں۔

طویل العمری (لمبی عمر):

چین اور مشرق وسطیٰ کے حکماء کا دعویٰ ہے کہ شہد اور دار چینی کے پاؤڈر کی چائے پینے والے کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین کپ پانی میں چار چمچ شہد ایک چمچ دار چینی کا پاؤڈر ڈال کر اسے ابالا جائے اور اس کی چائے بنائی جائے۔ دن میں تین چار دفعہ اس طرح کی چائے پینے سے جلد کے خلیئے جوان رہتے ہیں اور عمر بڑھنے کے باوجود جلد میں ڈھیلا پن نہیں آتا۔ اس سے لمبی عمر پانے کے امکانات بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور سو سال کی عمر میں بھی آدمی جوانوں کی طرح کام کر سکتا ہے۔

چہرے کے کیل مہاسے وغیرہ

تین چمچ برابر شہد کو ایک چمچ کے برابر دار چینی کے پاؤڈر میں ملا کر پیسٹ بنا لیں۔ رات کو سوتے وقت چہرے کے کیلوں پر اچھی طرح مل لیں۔ صبح اٹھ کر چنے کے بیسن سے یا سادہ پانی سے چہرہ دھو لیں۔ اس عمل کو دو ہفتے تک دھرائیں۔ اس سے پرانے اور مستقل مہاسے بھی صاف ہو جائیں گے۔

کینسر

جاپان اور آسٹریلیا میں کئے جانے والے حالیہ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ پیٹ اور گلے کے غدود کا کینسر شہد اور دار چینی کی مدد سے روکا جا سکتا ہے۔ اس طرح کے کینسر کا شکار ہونے والے مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار شہد اور دار چینی کا مرکب دیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں دیگر دواؤں کے مقابل کہیں جلد افاقہ محسوس ہوا۔ معلومات کے مطابق ان مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار ایک چمچ شہد اور ایک چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر ایک ماہ تک دیا جاتا رہا جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا۔ معالج کا کہنا ہے کہ ایسے مریضوں کو صرف ڈاکٹروں کے مشوروں پر ہی عمل کرنا چاہئے لیکن پھر بھی اس نے کہا کہ میں ایسے ڈاکٹروں کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس طرح کے علاج کو بلا جھجک اپنا سکتے ہیں، کیونکہ اس کے نتائج نہایت حوصلہ افزاء ہیں۔

خالص شہد کا ٹیسٹ

پانی سے بھرے شیشے کے برتن میں چند قطرے ڈالیں اگر جوں کے توں جا کر تہہ میں بیٹھ جائیں تو خالص اور اگر پھیل جائیں تو نقلی اور نہ خالص۔

1165

نقصان:

شہد اور گھی مساوی وزن میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ شہد کے ساتھ مچھلی، خربوزہ، سرکہ اور مولی نہ کھائیں۔ اگر طبیعت میں گرمی ہو تو موسم گرما میں شہد میں دودھ، پانی اور دہی ملا کر استعمال کریں۔

آیت نمبر (70تا74)

ح ف د

(ض) حَفَدًا کام جلد کرنا۔ مستعدی سے خدمت کرنا۔

حَافِدٌ ج حَفَدَةٌ۔ مستعدی سے خدمت کرنے والا۔ پوتے نواسے وغیرہ (کیونکہ پرانے زمانے میں یہ مستعدی سے بزرگوں کی خدمت کرتے تھے) زیر مطالعہ آیت۔72۔

ترکیب

(آیت۔71) فَمَا الَّذِيْنَ کا مَا نافیہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ فُضِّلُوْا اس کا اسم ہے۔ جبکہ مرکب اضافی بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ اس کی خبر ہے۔ رَآدِّيْ دراصل رَآدُّوْنَ تھا۔ اس پر بِ داخل ہوا تو حالت جر میں یہ رَآدِّيْنَ ہوگیا۔ پھر مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو رَآدِّيْ استعمال ہوا۔ فَهُمْ کا فَا سببیہ ہے اور فِيْهِ کی ضمیر رزق کے لئے ہے۔ آیت۔73) يَمْلِكُ کا مفعول رِزْقًا ہے۔ یہ مصدر ہے اور اس نے اپنے مفعول شَيْـًٔا کو نصب دی ہے۔ (دیکھیں آیت۔٢/ ٥٤، نوٹ۔١)

ترجمہ:

وَاللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	ثُمَّ	يَتَوَفّٰىكُمْ ۣ	وَمِنْكُمْ مَّنْ
اور اللہ ہی نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	وہ وفات دیتا ہے تم کو	اور تم میں سے وہ بھی ہے جو

يُّرَدُّ	اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ	لِكَيْ لَا يَعْلَمَ	بَعْدَ عِلْمٍ	شَيْـــًٔا ۭ
لوٹا دیا جاتا ہے	عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف	تاکہ وہ نہ جانے	جاننے کے بعد	کچھ بھی

اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	قَدِيْرٌ ؀	وَاللّٰهُ	فَضَّلَ	بَعْضَكُمْ
بیشک	اللہ	جاننے والا ہے	قدرت والا ہے	اور اللہ ہی نے	فضیلت دی	تمہارے بعض کو

عَلٰي بَعْضٍ	فِي الرِّزْقِ ۚ	فَمَا	الَّذِيْنَ	فُضِّلُوْا	بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ
بعض پر	روزی میں	تو نہیں ہیں	وہ لوگ جن کو	فضیلت دی گئی	اپنی روزی کو لوٹانے والے

عَلٰي مَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	فَهُمْ	فِيْهِ	سَوَاۗءٌ ۭ
اس پر جس کے	مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ	کہ نتیجتاً وہ سب	اس میں	برابر ہوں

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ ؀	وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ
تو کیا اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تمہارے اپنے آپ (یعنی جنس) سے	کچھ جوڑے	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	تمہارے جوڑوں (بیویوں) سے

1165

بَنِيْنَ	وَحَفَدَةً	وَّ رَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ	اَفَبِالْبَاطِلِ	يُؤْمِنُوْنَ
بیٹے	اور پوتے	اور اس نے دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) سے	تو کیا باطل پر	وہ ایمان لاتے ہیں

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ	هُمْ	يَكْفُرُوْنَ ۙ﴿۷۲﴾	وَيَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ ہی	انکار کرتے ہیں	اور وہ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے علاوہ
مَا	لَا يَمْلِكُ	لَهُمْ	رِزْقًا	مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اس کی جو	اختیار نہیں رکھتے	ان کے لئے	روزی دینے کا	زمین اور آسمانوں سے
شَيْئًا	وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۚ﴿۷۳﴾	فَلَا تَضْرِبُوْا	لِلّٰهِ	الْاَمْثَالَ ؕ
کسی چیز کا	اور نہ وہ استطاعت رکھتے ہیں	پس تم لوگ مت بیان کرو	اللہ کے لئے	مثالیں
اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
بیشک	اللہ	جانتا ہے	اور تم لوگ	نہیں جانتے

نوٹ۔1

زمانہ حال میں لوگوں نے آیت۔71 کو اسلام کے فلسفہ معیشت کی اصل اور قانونِ معیشت کی ایک اہم دفعہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک آیت کا منشا یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے رزق میں فضیلت عطا کی ہے ان کو اپنا رزق اپنے نوکروں کی طرف ضرور لوٹا دینا چاہئے۔ اگر نہ لوٹائیں گے تو اللہ کی نعمت کے منکر قرار پائیں گے۔ حالانکہ اس پورے سلسلہ کلام میں قانون معیشت کے بیان کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اوپر سے تمام تقریر شرک کے ابطال اور توحید کے اثبات میں ہوتی چلی آ رہی ہے اور آگے بھی مسلسل یہی مضمون چل رہا ہے۔ اس کے بیچ میں یکا یک قانون معیشت کی ایک دفعہ بیان کر دینے کا کیا تک ہے۔ آیت کو اس کے سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے بالکل برعکس مضمون بیان ہو رہا ہے۔ یہاں استدلال یہ ہے کہ تم خود اپنے مال میں اپنے نوکروں کو جب برابر کا درجہ نہیں دیتے تو پھر کس طرح سمجھتے ہو کہ جو احسانات اللہ نے تم پر کئے ہیں اس کے شکریہ میں اللہ کے ساتھ اس کے غلاموں کا بھی حصہ ہے اور یہ سمجھ بیٹھو کہ اختیارات اور حقوق میں اللہ کے یہ غلام بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔

شاید لوگوں کو غلط فہمی اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کے الفاظ سے ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ اپنے زیردستوں کی طرف رزق نہ پھیر دینا ہی اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔ حالانکہ جو شخص قرآن میں کچھ بھی نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکریہ غیر اللہ کو ادا کرنا قرآن کی نگاہ میں اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے۔ فرض کریں کہ آپ ایک ضرورت مند پر ترس کھا کر اس کی مدد کرتے ہیں اور وہ اٹھ کر آپ کے سامنے ایک دوسرے آدمی کا شکریہ ادا کرتا ہے، تو آپ یہ ضرور سمجھیں گے کہ یہ ایک احسان فراموش آدمی ہے۔ کیونکہ اس شخص کی اس حرکت کا مطلب یہ ہے کہ آ نے اس کی جو مدد کی ہے وہ اپنی فیاضی کی وجہ سے نہیں کی ہے بلکہ اس دوسرے شخص کی خاطر کی ہے اور آپ کوئی رحیم اور شفیق انسان نہیں ہیں بلکہ محض ایک دوست نواز اور یار باش آدمی ہیں۔ چند دوستوں کے توسل سے کوئی آئے تو آپ اس کی مدد اپنے دوستوں کی خاطر کر دیتے ہیں ورنہ آپ سے کسی کو کچھ فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن میں یہ بات بطور ایک

قاعدہ کلیہ کے پیش کی گئی ہے کہ محسن کے احسان کا شکریہ غیر محسن کو ادا کرنا دراصل محسن کے احسان کا انکار کرنا ہے۔[1165] نعمت الٰہی کے انکار کا یہ مفہوم سمجھ لینے کے بعد اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کا یہ مطلب صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ جب لوگ خود اپنی زندگی میں مالک اور نوکر کا فرق ہر وقت ملحوظ رکھتے ہیں تو پھر کیا ایک اللہ ہی کے معاملہ میں ان کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس کے بندوں کو اس کا شریک قرار دیں اور جو نعمتیں اس سے پائی ہیں ان کا شکریہ اس کے بندوں کو ادا کریں۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

آیت۔ ۷۴ میں ہے کہ اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دنیوی بادشاہوں پر مت قیاس کرو کہ جس طرح کوئی ان کے مصاحبوں اور باری ملازمین کے توسط کے بغیر ان تک اپنی درخواست نہیں پہنچا سکتا اسی طرح اللہ کے متعلق بھی تم یہ گمان کرنے لگو کہ وہ اپنے قصر شاہی میں ملائکہ اور اولیاء کے درمیان گھرا بیٹھا ہے اور کسی کا کوئی کام ان کے واسطوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75 تا 78)

ل م ح

(ف) لَمْحًا ستاہ یا بجلی کا چمکنا۔ نظر کا اٹھنا زیر مطالعہ آیت۔ 77

ترکیب

(آیت۔75) هَلْ يَسْتَوٗنَ فعل جمع کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے جو غلاموں اور انفاق کرنے والوں کے لئے ہے۔ (آیت۔76) هَلْ يَسْتَوِيْ میں فعل واحد کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہے۔ جو هُوَ اور مَنْ ہے۔ (آیت۔78) لَا تَعْلَمُوْنَ، یہ پورا جملہ اَخْرَجَكُمْ کی ضمیر مفعولی كُمْ کا حال ہے۔

ترجمہ:

ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	عَبْدًا مَّمْلُوْكًا	لَّا يَقْدِرُ	عَلٰى شَيْءٍ	وَّمَنْ
بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	ایک غلام بندے کی	وہ قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور اس کی
رَّزَقْنٰهُ	مِنَّا	رِزْقًا حَسَنًا	فَهُوَ	يُنْفِقُ	مِنْهُ	سِرًّا
ہم نے عطا کی جس کو	اپنے پاس سے	کچھ اچھی روزی	تو وہ	خرچ کرتا ہے	اس میں سے	چھپاتے ہوئے

وَّجَهْرًا ط	هَلْ	يَسْتَوٗنَ ط	اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ ط	بَلْ
اور نمایاں کرتے ہوئے	کیا	وہ سب برابر ہوتے ہیں	کل حمد	اللہ کے لئے ہے	بلکہ (یعنی لیکن)

اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝	وَضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	رَّجُلَيْنِ	اَحَدُهُمَآ
ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ان دونوں کا ایک
اَبْكَمُ	لَا يَقْدِرُ	عَلٰى شَيْءٍ	وَّهُوَ	كَلٌّ	عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ	اَيْنَمَا
گونگا ہے	قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور وہ	بوجھ ہے	اپنے آقا پر	جہاں کہیں

يُوَجِّهْهُّ	لَا يَاْتِ	بِخَيْرٍ ؕ	هَلْ	يَسْتَوِيْ	هُوَ ۙ	1165 وَمَنْ
وہ بھیجتا ہے اس کو	وہ نہیں لاتا	کوئی بھلائی	کیا	برابر ہوتا ہے	وہ	اور وہ شخص جو

يَاْمُرُ	بِالْعَدْلِ ۙ	وَهُوَ	عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع	وَلِلّٰهِ
حکم کرتا ہے	انصاف کا	اور وہ	ایک سیدھی راہ پر ہے	اور اللہ کے لئے ہی ہے

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	وَمَآ	اَمْرُ السَّاعَةِ	اِلَّا	كَلَمْحِ الْبَصَرِ
زمین اور آسمانوں کا غیب	اور نہیں ہے	قیامت کا حکم	مگر	چشم زدن کی مانند

اَوْ	هُوَ	اَقْرَبُ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾
یا	وہ	زیادہ قریب ہو	بیشک	اللہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

وَاللّٰهُ	اَخْرَجَكُمْ	مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ
اور اللہ ہی نے	نکالا تم لوگوں کو	تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے	تم لوگ نہیں جانتے

شَيْـًٔا ۙ	وَّجَعَلَ	لَكُمُ	السَّمْعَ	وَالْاَبْصَارَ
کچھ بھی	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	سماعت	اور بصارتیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾
اور دل (ادراک کی صلاحیتیں)	شاید کہ تم لوگ	شکر کرو

1165

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (79 تا 82)

ظ ع ن

(ف)

ظَعْنًا — سفر پر روانہ ہونا۔کوچ کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔80

ص و ف

(س)

صَوَفًا — مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔

صُوْفٌ — ج اَصْوَافٌ۔ اسم ذات ہے۔اون۔زیر مطالعہ آیت۔80۔

و ب ر

(س)

وَبَرًا — بہت پشم والا ہونا۔

وَبَرٌ — ج اَوْبَارٌ۔اسم ذات بھی ہے۔پشم۔خرگوش کے نرم بال۔زیر مطالعہ آیت۔80

ء ث ث

(ن)

اَثَاثًا — گھنا اور گنجان ہونا۔بکثرت ہونا۔

اَثَاثٌ — اسم ذات بھی ہے۔گھر گرہستی کا وافر سامان۔زیر مطالعہ آیت۔80

ترجمہ:

اَلَمۡ یَرَوۡا	اِلَی الطَّیۡرِ	مُسَخَّرٰتٍ	فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ
کیا انہوں نے غور نہیں کیا	پرندوں کی طرف	(کیسے وہ) سدھائے ہوئے ہیں	آسمان کی فضا میں

مَا یُمۡسِکُہُنَّ	اِلَّا	اللّٰہُ ؕ	اِنَّ	فِیۡ ذٰلِکَ	لَاٰیٰتٍ
نہیں تھامتا ان کو (کوئی)	مگر	اللہ	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوۡمٍ	یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾	وَاللّٰہُ	جَعَلَ	لَکُمۡ	مِّنۡ بُیُوۡتِکُمۡ
ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان لاتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	تمہارے گھروں سے

سَکَنًا	وَّجَعَلَ	لَکُمۡ	مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ	بُیُوۡتًا	تَسۡتَخِفُّوۡنَہَا
آرام	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	چوپایوں کی کھالوں سے	کچھ گھر	تم لوگ ہلکا پاتے ہو جن کو

یَوۡمَ ظَعۡنِکُمۡ	وَیَوۡمَ اِقَامَتِکُمۡ ۙ	وَمِنۡ اَصۡوَافِہَا	وَاَوۡبَارِہَا
اپنے کوچ کرنے کے دن	اور اپنی اقامت کرنے کے دن	اور ان کے اونوں سے	اور ان کی پشموں سے

وَاَشۡعَارِہَاۤ	اَثَاثًا	وَّمَتَاعًا	اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۸۰﴾
اور ان کے بالوں سے	(اس نے بنائے) کچھ گرہستی کے سامان	اور کچھ برتنے کی چیزیں	ایک مدت تک

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّمَّا	خَلَقَ	ظِلٰلًا	وَّجَعَلَ 1165
اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	اس سے جو	اس نے پیدا کیا	کچھ سائے	اور اس نے بنائے
لَكُمْ	مِّنَ الْجِبَالِ	اَكْنَانًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	سَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمُ
تمہارے لئے	پہاڑوں میں سے	کچھ غار	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو

الْحَرَّ	وَسَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمْ	بَاْسَكُمْ ط	كَذٰلِكَ	يُتِمُّ
گرمی سے	اور کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو	تمہاری جنگ میں	اس طرح	وہ پوری کرتا ہے
نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
اپنی نعمت کو	تم لوگوں پر	شاید تم لوگ	فرمانبرداری کرو	پھر اگر	وہ لوگ منہ پھیرتے ہیں

فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾	يَعْرِفُوْنَ	نِعْمَتَ اللّٰهِ
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ پر	واضح طور پر پہنچا دینا ہے	وہ پہچانتے ہیں	اللہ کی نعمت کو

ثُمَّ	يُنْكِرُوْنَهَا	وَاَكْثَرُهُمُ	الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ ع
پھر (بھی)	انکار کرتے ہیں اس کا	اور ان کے اکثر	ناشکری کرنے والے ہیں

آیت نمبر (84تا89)

ع ت ب

(ن۔ض) عَتْبًا: خفگی کرنا۔ ملامت کرنا۔

(افعال) اِعْتَابًا: ناراضگی کے سبب کو دور کرنا۔ کسی کو راضی کرنا۔

مُعْتَبٌ: اسم المفعول ہے۔ راضی کیا ہوا۔ ﴿وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (41/حم سجدہ:24) ''اور اگر وہ لوگ رضامندی چاہیں گے تو وہ نہیں ہوں گے راضی کئے ہوؤں میں سے۔''

(استفعال) اِسْتِعْتَابًا: کسی کی رضامندی چاہنا۔ کسی کو منانا۔ زیر مطالعہ آیت۔۔84۔

ترجمہ:

وَيَوْمَ	نَبْعَثُ	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	ثُمَّ	لَا يُؤْذَنُ
اور جس دن	ہم اٹھائیں گے	ہر امت سے	ایک گواہ	پھر	اجازت نہیں دی جائے گی (بولنے کی)

لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَلَا هُمْ	يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾	وَاِذَا	رَاَ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	اور نہ ہی وہ لوگ	منائے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے
الَّذِيْنَ	ظَلَمُوا	الْعَذَابَ	فَلَا يُخَفَّفُ	عَنْهُمْ	وَلَا هُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	ظلم کیا	اس عذاب کو	تو وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا	ان سے	اور نہ ہی وہ لوگ

يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾	وَاِذَا	رَاَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	1165 شُرَكَآءَهُمْ
مہلت دیئے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے	وہ جنہوں نے	شریک کیا	اپنے شریک کئے ہوؤں کو

قَالُوْا	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَآءِ	شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ	كُنَّا نَدْعُوْا
تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	یہ	ہمارے وہ شریک کئے ہوئے ہیں جن کو	ہم پکارا کرتے تھے

مِنْ دُوْنِكَ ج	فَاَلْقَوْا	اِلَيْهِمُ	الْقَوْلَ
تیرے علاوہ	تو وہ (شرکاء) ڈالیں گے	ان (مشرکوں) کی طرف	اس بات کو

اِنَّكُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ج ﴿٨٦﴾	وَاَلْقَوْا	اِلَى اللّٰهِ
(کہ) بیشک تم لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہو	اور وہ (مشرک) لوگ ڈالیں گے	اللہ کی طرف

يَوْمَئِذِ	اِلسَّلَمَ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾
اس دن	مکمل اطاعت	اور گم ہوجائے گا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے

اَلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	زِدْنٰهُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور انہوں نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	ہم بڑھائیں گے ان کو

عَذَابًا	فَوْقَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾	وَيَوْمَ
بلحاظ عذاب کے	اس عذاب کے اوپر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نظم بگاڑتے تھے	اور جس دن

نَبْعَثُ	فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	عَلَيْهِمْ	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
ہم اٹھائیں گے	ہر امت میں سے	ایک گواہ	ان پر (یعنی ان کے خلاف)	ان کے اپنوں میں سے

وَجِئْنَا	بِكَ	شَهِيْدًا	عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط	وَنَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ
اور ہم لائیں گے	آپؐ کو	بطور گواہ	ان لوگوں پر	اور ہم نے نازل کیا	آپؐ پر	اس کتاب کو

تِبْيَانًا	لِّكُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	وَّبُشْرٰى	لِلْمُسْلِمِيْنَ ع ﴿٨٩﴾
واضح ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لئے	اور ہدایت	اور رحمت	اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے

نوٹ۔1

(آیت۔88) میں عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو ایک عذاب خود کفر کرنے کا اور اس کے اوپر دوسرا عذاب دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

1165

آیت نمبر (90 تا 94)

و	ک	د

(ض)	وَكُوْدًا	کسی جگہ اقامت کرنا۔کسی کام کی مشق کرنا۔
(تفعیل)	تَوْكِيْدًا	معاہدہ کو پکا کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔91

غ	ز	ل

(ض)	غَزْلًا	سوت یا اون بٹنا۔کاتنا۔
	غَزْلٌ	کاتا ہوا سوت۔زیر مطالعہ آیت۔92

ترکیب

(آیت۔90) اِيْتَائِ دراصل باب افعال کا مصدر اِيْتَاءٍ ہے۔مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے اور ’’ی‘‘ محض ہمزہ ء مکسورہ کی کرسی جو پڑھی نہیں جاتی۔ بِالْعَدْلِ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے اِيْتَاءِ حالت جر میں ہے۔(آیت۔92) اُمَّةٍ مونث لفظ ہے،لیکن اس پر مِنْ داخل ہوا ہے اس لئے افعل تفضیل کا مونث رُبْوٰی کے بجائے مذکر اَرْبٰی آیا ہے۔(آیت۔94) فاسبیہ ہونے کی وجہ سے فَتَزِلَّ حالت نصب میں ہے۔قَدَمٌ مونث سماعی ہے اس لئے واحد مونث کا صیغہ تَزِلَّ آیا ہے۔فاسبیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذُوْقُوا حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

إِنَّ	اللّٰهَ	يَأْمُرُ	بِالْعَدْلِ	وَالْإِحْسَانِ	وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى
بیشک	اللہ	حکم دیتا ہی	عدل کا	اوراحسان کا	اورقرابت والے کو پہنچانے کا
وَيَنْهٰى	عَنِ الْفَحْشَآءِ	وَالْمُنْكَرِ	وَالْبَغْيِ ج	يَعِظُكُمْ	لَعَلَّكُمْ
اوروہ منع کرتا ہے	بے حیائی سے	اور برائی سے	اورسرکشی سے	وہ نصیحت کرتا ہے تم کو	شاید تم لوگ

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾	وَأَوْفُوْا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	إِذَا	عٰهَدْتُّمْ
نصیحت حاصل کرو	اورتم لوگ پورا کرو	اللہ کے عہد کو	جب بھی	تم لوگ باہم معاہدہ کرو
وَلَا تَنْقُضُوا	الْأَيْمَانَ	بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا	وَ	قَدْ جَعَلْتُمُ
اورمت توڑو	قسموں کو	ان کو پکا کئے جانے کے بعد	اس حال میں کہ	تم لوگ بنا چکے ہو

اللّٰهَ	عَلَيْكُمْ	كَفِيْلًا ط	إِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾
اللہ کو	اپنے آپ پر	ایک ضامن	بیشک	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو

وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّتِيْ	نَقَضَتْ	غَزْلَهَا
اورتم لوگ مت ہونا	اس عورت کی مانند جس نے	توڑا	اپنے کاتے ہوئے سوت کو

مِنۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ	اَنۡكَاثًا ؕ	تَتَّخِذُوۡنَ	1165 اَيۡمَانَكُمۡ
قوت دیے جانے کے بعد	ریزے ریزے	تم لوگ بناتے ہو	اپنی قسموں کو

دَخَلًاۢ	بَيۡنَكُمۡ	اَنۡ	تَكُوۡنَ	اُمَّةٌ	هِىَ	اَرۡبٰى
باعث فساد	اپنے مابین	تاکہ	ہوجائے	ایک گروہ	(کہ) وہی	زیادہ بڑھنے والا ہو

مِنۡ اُمَّةٍ ؕ	اِنَّمَا	يَبۡلُوۡكُمُ	اللّٰهُ	بِهٖ ؕ	وَ	لَيُبَيِّنَنَّ
دوسرے گروہ سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آزماتا ہے تم کو	اللہ	اس سے	اور	وہ لازماً واضح کرے گا

لَكُمۡ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	مَا	كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۲﴾	وَلَوۡ
تمہارے لئے	قیامت کے دن	اس کو	تم لوگ اختلاف کرتے تھے جس میں	اور اگر

شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَعَلَكُمۡ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلٰـكِنۡ	يُّضِلُّ	مَنۡ
چاہتا	اللہ	تو وہ بنادیتا تم سب کو	ایک (ہی) امت	اور لیکن	وہ گمراہ کرتا ہے	اس کو جس کو

يَّشَآءُ	وَيَهۡدِىۡ	مَنۡ	يَّشَآءُ ؕ	وَلَتُسۡـئَلُنَّ
وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور تم سے لازماً پوچھا جائے گا
عَمَّا	كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾	وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا	اَيۡمَانَكُمۡ	دَخَلًاۢ
اس کے بارے میں جو	تم لوگ عمل کرتے تھے	اور تم لوگ مت بناؤ	اپنی قسموں کو	باعث فساد

بَيۡنَكُمۡ	فَتَزِلَّ	قَدَمٌۢ	بَعۡدَ ثُبُوۡتِهَا	وَتَذُوۡقُوا	السُّوۡٓءَ
اپنے مابین	نتیجتاً پھسل جائے	کوئی قدم	اس کے جمے رہنے کے بعد	اور نتیجتاً تم لوگ چکھو	برائی کو

بِمَا	صَدَدۡتُّمۡ	عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۚ	وَلَـكُمۡ	عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۹۴﴾
بسبب اس کے جو	تم نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	اور تمہارے لئے	ایک بڑا عذاب ہے

نوٹ۔1

(آیت۔۹۰) قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جس میں پوری اسلامی تعلیمات کو چند الفاظ میں سمو دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو قرآن کی جامع ترین آیت فرمایا اور حضرت اکثم بن صیفیؓ اسی آیت کی بناء پر اسلام میں داخل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو اس نے اپنی قوم قریش کے سامنے اپنا جو تاثر بیان کیا وہ یہ تھا: ''خدا کی قسم اس میں ایک خاص حلاوت ہے اور اس کے اوپر ایک خاص رونق اور نور ہے۔ اس کی جڑ سے شاخیں اور پتے نکلنے والے ہیں اور شاخوں پر پھل لگنے والا ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' (معارف القرآن)

نوٹ۔2

(آیت۔۹۰) میں جن چیزوں کو کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے تقاضوں میں سے اب خاص طور پر ایفائے عہد کی تاکید کی

گئی ہے۔ یہ چیز بذاتِ خود بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے، لیکن اس کا مسلم قوم کی عروج و ترقی پر بے انتہا اثر پڑھنے والا تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام کی حرمت قائم رکھو۔ کسی قوم یا کسی شخص سے معاہدہ ہو (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) تو مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پورا کرے خواہ اس میں کتنی ہی مسکلات کا سامان کرنا پڑے۔ یہ سمجھناء ہئے کہ قسم کھانا گویا اللہ کو اس کا گواہ یا ضامن بنانا ہے۔ پھر اگلی آیت میں بتایا کہ عہد باندھ کر توڑنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے اور شام کو اسے توڑ کر پارہ پارہ کردے۔ یہ سخت عاقبت نااندیشی ہے کیونکہ اگر اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہوجائے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ)

1165

نوٹ۔3

کاتے ہوئے سوت کو توڑنا عربی کا محاورہ ہے۔ اس کا مفہوم اردو کے اس محاورہ سے ادا ہوتا ہے کہ اپنے سارے کئے کرائے پر پانی پھیرنا۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی شخص ادارہ یا قوم اگر وعدہ خلافی یا عہد شکنی کرتی ہے تو اس کے سارے کئے کرائے پر پانی کیسے پھر جاتا ہے، یہ بات انگریزی کی ایک کہاوت سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دولت چلی گئی تو کچھ نہیں گیا اگر صحت چلی گئی تو کچھ گیا اور اگر Reputation چلی گئی تو سب کچھ چلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی سے وقتی طور پر اگر کوئی فائدہ ہو بھی تب بھی اس کے دورس تنائی ہمیشہ نقصان دہ ہی نکلتے ہیں۔ اور آدمی مدتوں کی محنت سے اپنی جو اچھی (Reputation) بناتا ہے وہ کسی ایک وعدہ خلافی یا عہد شکنی سے جاتی رہتی ہے۔

آیت نمبر (95 تا 100)

ن	ف	د

(س) نَفَادًا — ختم ہونا۔ فنا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۶

ترکیب

(آیت۔ ۹۵) اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰهِ میں اِنَّمَا کلمہ حصر نہیں بلکہ اِنَّ کے اسم مَا کو اس کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے اور عِنۡدَ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔ (دیکھو آیت۔ 2/ 11۔12، نوٹ۔2) آیت۔ 97) عَمِلَ کا مفعول عَمَلًا محذوف ہے اور صَالِحًا اس کی صفت ہے۔ نُحۡيِيَنَّ کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے اور حَيٰوةً طَيِّبَةً مفعول مطلق ہے۔ یہاں باب افعال کے مصدر کے بجائے ثلاثی مجرد کا مصدر حَيٰوةً مفعول مطلق کے طور پر آیا ہے اور طَيِّبَةً اس کی صفت ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَشۡتَرُوۡا	بِعَهۡدِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ	اِنَّمَا	عِنۡدَ اللّٰهِ
اور تم لوگ مت خریدو	اللہ کے عہد کے بدلے	تھوڑی سی قیمت	بیشک وہ جو	اللہ کے پاس ہے

هُوَ	خَيۡرٌ	لَّكُمۡ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	تَعۡلَمُوۡنَ ۝۹۵	مَا	عِنۡدَكُمۡ
وہ (ہی)	بہتر ہے	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ	جانتے ہو	وہ جو	تم لوگوں کے پاس ہے

يَنۡفَدُ	وَمَا	عِنۡدَ اللّٰهِ	بَاقٍ ؕ	وَلَنَجۡزِيَنَّ
فنا ہوجائے گا	اور وہ جو	اللہ کے پاس ہے	باقی رہنے والا ہے	اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے

الَّذِيۡنَ	صَبَرُوۡۤا	اَجۡرَهُمۡ	بِاَحۡسَنِ مَا	1165 كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾
ان کو جو	ثابت قدم رہے	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے

مَنۡ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنۡ ذَكَرٍ	اَوۡ اُنۡثٰى	وَ	هُوَ
جس نے	عمل کیا	کوئی نیک (عمل)	کسی مرد میں سے	یا کسی عورت میں سے	اس حال میں کہ	وہ

مُؤۡمِنٌ	فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ	حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ
صاحب ایمان ہو	تو ہم لازماً زندگی دیں گے اس کو	ایک اچھی زندگی

وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ	اَجۡرَهُمۡ	بِاَحۡسَنِ مَا	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۷﴾
اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے ان کو	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے

فَاِذَا	قَرَاۡتَ	الۡقُرۡاٰنَ	فَاسۡتَعِذۡ	بِاللّٰهِ
پس جب بھی	آپؐ پڑھیں	قرآن	تو پناہ مانگ لیں	اللہ کی
مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ﴿۹۸﴾	اِنَّهٗ	لَيۡسَ	لَهٗ	سُلۡطٰنٌ
دھتکارے ہوئے شیطان سے	حقیقت یہ ہے کہ	نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی اختیار
عَلَى الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَلٰى رَبِّهِمۡ	يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۹۹﴾	اِنَّمَا
ان پر جو	ایمان لائے	اور اپنے رب پر ہی	وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

سُلۡطٰنُهٗ	عَلَى الَّذِيۡنَ	يَتَوَلَّوۡنَهٗ	وَالَّذِيۡنَ هُمۡ
اس کا اختیار	ان پر ہے جو	دوست بناتے ہیں اس کو	اور ان پر ہی (یعنی بالخصوص) جو

بِهٖ	مُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ ع
اس کے (یعنی شیطان کے) سبب سے	شرک کرنے والے ہوتے ہیں

نوٹ۔1

پاکیزہ زندگی مال و دولت اور دنیوی عیش و آرام کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے اور ان کے بغیر بھی۔ ان چیزوں کا زندگی کی پاکیزگی سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ میں ایسے بھی تھے جن پر اکثر فاقے گزرتے رہتے تھے اور وہ بھی تھے جن کی دولت کا حساب نہیں تھا۔ لیکن تمام صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ زندگی گزار گئے ہیں وہ تو پھر تابعین کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ ہم لوگ تو کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں۔

جن لوگوں کو پاکیزہ زندگی کی ایک ہلکی سی رمق بھی نصیب ہو جاتی ہے ان کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کی کوئی چیز اگر چھن جائے تو انسان ہونے کے ناطے افسوس تو ان کو بھی ہوتا ہے لیکن ان کا افسوس، یاس اور نا امیدی میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ وہ بہت جلد اپنے افسوس پر قابو پا لیتے ہیں اور اگر کوئی چیز ان کو مل جائے تو خوشی تو ان کو بھی ہوتی ہے لیکن اس خوشی میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتے۔

اور جلد ہی اپنی خوشی پر قابو پالیتے ہیں۔ گویا ان کی زندگی سورۃ الحدید کی آیت۔ ۲۳ کی ہدایت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہوتی ہے۔ اس خصوصیت کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی ماضی کے پچھتاوؤں اور مستقبل کے اندیشوں سے پاک ہوتی ہے۔ پھر اس تاثیر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے سینے بغض وعداوت اور حرص وہوس کی اُس آگ سے پاک ہوتے ہیں جس کو قرآن مجید میں الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ کہا گیا ہے۔(104/الھمزۃ7) یعنی جو انسان کے حوش وحواس پر چھا جاتی ہے اور اچھے بھلے آدمی کی مت ماردیتی ہے۔

پاکیزہ زندگی کی یہ باطنی کیفیت اس دنیا کی جنت ہے جس کے لئے امام ابن تیمیہ کہا کرتے تھے کہ میری جنت میرے سینے میں ہے۔ یہ جنت ان لوگوں کو نقد انعام ہے جو حالت ایمان میں نیک اعمال کرتے ہیں اور آخرت میں ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ”جس شخص نے دنیا میں چھوٹی اور بڑی ہر طرح کی نیکیاں کی ہوں گی، اسے وہ اونچا مرتبہ دیا جائے گا جس کا وہ اپنی بڑی سے بڑی نیکی کے لحاظ سے مستحق ہوگا۔“ (تفہیم القرآن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اسے دیتا ہے، ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھالیتا ہے۔ آخرت میں اس کے ہاتھ میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔ (بحوالہ مسلم منقول از ابن کثیر)

آیت نمبر (101تا105)

ع ج م

(ک)

عُجۡمَۃً لکنت کا ہونا۔ ہکلانا۔

اَعۡجَمُ اَفۡعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے لیکن اس کی جمع اَفۡعَلُ التفضیل کے اوزان پر آتی ہے۔ یعنی اَعۡجَمُوۡنَ اور اَعَاجِمُ (۱) صاف بیان نہ کرنے والا خواہ عربی ہو (۲) غیر عربی خواہ فصیح عربی بولتا ہو۔ ﴿ وَ لَوۡ نَزَّلۡنٰہُ عَلٰی بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ ﴿۱۹۸﴾ ﴾ (26/الشعراء:198) ”اور اگر نازل کرتے اس کو غیر عربی لوگوں کے کسی پر۔“

اَعۡجَمِیٌّ اسم نسبت ہے۔ غیر عرب سے نسبت والی کوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔103۔

ترجمہ:

وَ اِذَا	بَدَّلۡنَاۤ	اٰیَۃً	مَّکَانَ اٰیَۃٍ ۙ	وَّ اللّٰہُ	اَعۡلَمُ
اور جب کبھی	ہم تبدیل کرتے ہیں	کسی آیت کو	کسی آیت کی جگہ	اور اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا ہے
بِمَا	یُنَزِّلُ	قَالُوۡۤا	اِنَّمَاۤ	اَنۡتَ	مُفۡتَرٍ ؕ
اس کو جو	وہ نازل کرتا ہے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ	گھڑنے والے ہیں
بَلۡ	اَکۡثَرُہُمۡ	لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾	قُلۡ	نَزَّلَہٗ	رُوۡحُ الۡقُدُسِ
بلکہ	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے	آپؐ کہیے	اتارا اس کو	روح القدس یعنی جبرائیل نے
مِنۡ رَّبِّکَ	بِالۡحَقِّ	لِیُثَبِّتَ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَ ہُدًی
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تاکہ وہ جمادے	ان کو جو	ایمان لائے	اور ہدایت ہوتے ہوئے

وَّ بُشْرٰى	لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّهُمْ	يَقُوْلُوْنَ 1165
اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ یہ لوگ	کہتے ہیں

اِنَّمَا	يُعَلِّمُهٗ	بَشَرٌ ؕ	لِسَانُ الَّذِىْ	يُلْحِدُوْنَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	سکھاتا ہے ان کو	ایک بشر	اسی کی زبان	یہ لوگ مائل (یعنی اشارہ) کرتے ہیں

اِلَيْهِ	اَعْجَمِىٌّ	وَّ هٰذَا	لِسَانٌ	عَرَبِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾	اِنَّ	الَّذِيْنَ
جس کے طرف	غیر عربی ہے	اور یہ	زبان ہے	واضح عربی	بیشک	جو لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ	لَا يَهْدِيْهِمُ	اللّٰهُ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾
ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر	ہدایت نہیں دے گا ان کو	اللہ	اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے

اِنَّمَا	يَفْتَرِى	الْكَذِبَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	گھڑتے ہیں	جھوٹ کو	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر

وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
اور وہ لوگ	ہی جھوٹ کہنے والے ہیں

نوٹ۔1

آیات کے منسوخ ہونے اور اسکی حکمت کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت۔106 میں آچکا ہے یہاں آیات کی تبدیلی سے مراد احکام کی تبدیلی ہے۔ہم اس کی دو مثالیں دے رہے ہیں جو ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ ہے۔سورۃ المزمل کی ابتدائی تین آیات میں حکم تھا کہ رات کا تقریباً آدھا حصہ نماز پڑھیں۔یہ تہجد کی نماز تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اس پر عمل پیرا تھے۔ایک سال بعد (بحوالہ تفسیر نعیمی) اسی سورہ میں آیت نمبر۔20 نازل ہوئی جس کے مطابق تہجد فرض کے بجائے نفل ہوگئی اور وقت کی مقدار لوگوں کی سہولت پر چھوڑ دی گئی۔اسی طرح مکہ میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا۔پھر سورۃ الحج میں اس کی اجازت دی گئی اور بعد میں قتال فی سبیل اللہ فرض کفایہ ہوگیا۔

آیت نمبر (106 تا 110)

ترجمہ:

مَنْ	كَفَرَ	بِاللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ	اِلَّا	مَنْ	اُكْرِهَ	وَ
جس نے	انکار کیا	اللہ کا	اپنے ایمان کے بعد	سوائے اس کے	جس کو	مجبور کیا گیا	اس حال میں کہ
قَلْبُهٗ	مُطْمَئِنٌّۢ	بِالْاِيْمَانِ	وَلٰكِنْ	مَّنْ	شَرَحَ	بِالْكُفْرِ	صَدْرًا
اس کا دل	مطمئن ہو	ایمان پر	اور لیکن	جس نے	کشادہ کیا	کفر سے	سینے کو

فَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	مِّنَ اللّٰهِ ۚ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾	ذٰلِكَ
تو ان لوگوں پر	ایک غضب ہے	اللہ (کی طرف) سے	اور ان کے لئے	ایک بڑا عذاب ہے	یہ

بِاَنَّهُمُ	اسْتَحَبُّوا	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	عَلَى الْاٰخِرَةِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
اس سبب سے کہ انہوں نے	ترجیح دی	دنیاوی زندگی کو	آخرت پر	اور یہ کہ	1165 اللہ

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠٧	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	طَبَعَ	اللّٰهُ
ہدایت نہیں دیتا	انکار کرنے والے لوگوں کو	یہ	وہ لوگ ہیں	چھاپ لگادی	اللہ نے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	وَسَمْعِهِمْ	وَاَبْصَارِهِمْ ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٠٨
جن کے دلوں پر	اور جن کی سماعت پر	اور جن کی بصارتوں پر	اور یہ لوگ	ہی غافل ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝١٠٩	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ
کوئی شک نہیں	کہ یہ لوگ	آخرت میں	ہی خسارہ پانے والے ہیں	پھر (بھی)	بیشک	آپ کا رب

لِلَّذِيْنَ	هَاجَرُوْا	مِنْۢ بَعْدِ مَا	فُتِنُوْا	ثُمَّ	جٰهَدُوْا
ان کے لئے جنہوں نے	ہجرت کی	اس کے بعد کہ جو	انہیں آزمائش میں ڈالا گیا	پھر	انہوں نے جہاد کیا

وَصَبَرُوْٓا	اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْۢ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۝١١٠ ع
اور ڈٹے رہے	(تو) بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

آیت۔102 سے ثابت ہوا کہ جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کر دیا گیا کہ اگر وہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ رخصت کا پہلو ہے۔ جبکہ عزیمت یہ ہے کہ جان دے دے لیکن کلمہ کفر نہ کہے۔ صحابہ کرامؓ میں دونوں مثالیں ہیں۔ حضرت یاسرؓ کو کلمہ کفر کہنے سے انکار کرنے پر قتل کر دیا گیا۔ جبکہ ان کے صاحبزادے حضرت عمارؓ نے جان بچانے کی خاطر کلمہ کفر کہہ دیا۔ دشمنوں سے رہائی پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس وقت تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ دل تو ایمان پر جما ہوا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم پر اس کا کوئی وبال نہیں۔ آپؐ کے اس فیصلہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (111 تا 115)

ترجمہ:

(آیت۔11) وَفّٰی کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو دیا اور کیا چیز دی۔ تُوَفّٰی فعل مجہول ہے۔ اس کا پہلا مفعول کُلُّ نَفْسٍ ہے اور نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ اس کا مفعول ثانی مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔112) ضَرَبَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے مَثَلًا حالت نصب میں ہے اور قَرْيَةً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ كَانَتْ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو قَرْيَةً کے لئے ہے۔ جب کہ كَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے اٰمِنَةً اور مُطْمَئِنَّةً

حالت نصب میں ہیں۔ رَغَدًا حال ہے۔ (آیت۔ 114) فَكُلُوْا کا مفعول محذوف ہے جو شَيْئًا یا آكلًا ہو سکتا ہے۔ حَلٰلًا اور طَيِّبًا فعل محذوف کی صفت ہیں۔

ترجمہ:

يَوْمَ	تَاْتِيْ	كُلُّ نَفْسٍ	تُجَادِلُ	عَنْ نَّفْسِهَا	وَتُوَفّٰى
جس دن	آئے گی	ہر ایک جان	بحث کرتی ہوئی	اپنی جان کی طرف سے	اور پورا پورا دیا جائے گا
كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ١١١	وَضَرَبَ
ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے عمل کیا	اور ان لوگوں پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور بیان کی

اللّٰهُ	مَثَلًا	قَرْيَةً	كَانَتْ	اٰمِنَةً	مُّطْمَئِنَّةً	يَّاْتِيْهَا	رِزْقُهَا
اللہ نے	ایک مثال	ایک بستی کی	وہ تھی	امن میں	مطمئن	پہنچتا تھا اس کو	اس کا رزق

رَغَدًا	مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ	فَكَفَرَتْ	بِاَنْعُمِ اللّٰهِ	فَاَذَاقَهَا	اللّٰهُ
بافراغت	ہر ایک جگہ سے	اس نے پھر ناشکری کی	اللہ کی نعمتوں کی	تو چکھایا اس کو	اللہ نے

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ	بِمَا	كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ١١٢	وَ	لَقَدْ جَآءَ
خوف اور بھوک کے لباس کا مزہ	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کرتے تھے	حالانکہ	آچکا تھا

هُمْ	رَسُوْلٌ	مِّنْهُمْ	فَكَذَّبُوْهُ	فَاَخَذَهُمُ	الْعَذَابُ
ان کے پاس	ایک رسول	ان میں سے	پھر انہوں نے جھٹلایا اس کو	تو پکڑا ان کو	عذاب نے
وَ	هُمْ	ظٰلِمُوْنَ ١١٣	فَكُلُوْا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	ظلم کرنے والے تھے	پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو

اللّٰهُ	حَلٰلًا	طَيِّبًا ۖ	وَّاشْكُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	اِيَّاهُ
اللہ نے	حلال (کھانا)	پاک (کھانا)	اور شکر ادا کرو	اللہ کی نعمت کا	اگر	تم لوگ	اس کی ہی

تَعْبُدُوْنَ ١١٤	اِنَّمَا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمُ	الْمَيْتَةَ	وَالدَّمَ
بندگی کرتے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس نے حرام کیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	وَمَآ	اُهِلَّ	لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ ۚ	فَمَنِ	اضْطُرَّ
اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا	غیر اللہ کے لئے	جس کو	پس جو	مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ	وَّلَا عَادٍ	فَاِنَّ	اللّٰهَ
نہ بغاوت کرنے والا	اور نہ حد سے گزرنے والا	تو بیشک	اللہ

غَفُوْرٌ	1165 رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

یہاں جس بستی کی مثال پیش کی گئی ہے اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی۔ بظاہر ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نام لئے بغیر خود مکہ کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس صورت میں خوف اور بھوک کی جس مصیبت کے چھا جانے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ قحط ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد ایک مدت تک اہل مکہ پر مسلط رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 119)

ترکیب

(آیت۔116) تَقُوْلُوْا کا مفعول لِمَا ہے اور مَحَلًّا منصوب ہے۔ اور لِمَا کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلْكَذِبَ حالت نصب میں ہے۔ لِتَفْتَرُوْا پر جو لام ہے اس کو لام کئی کے بجائے لام عاقبت ماننا زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔ ترجمہ میں ہم اسی کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔117) مَتَاعٌ قَلِيْلٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا هٰذَا محذوف ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَقُوْلُوْا	لِمَا	تَصِفُ	اَلْسِنَتُكُمُ	الْكَذِبَ	هٰذَا
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جو	صفت بیان کرتی ہیں	تمہاری زبانیں	جو جھوٹ ہے	(کہ) یہ

حَلٰلٌ	وَّهٰذَا	حَرَامٌ	لِّتَفْتَرُوْا	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ ط	اِنَّ
حلال ہے	اور یہ	حرام ہے	نتیجتاً تم لوگ گھڑو گے	اللہ پر	جھوٹ	بیشک

الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾	مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ص
وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	وہ لوگ فلاح نہیں پائیں گے	(یہ) تھوڑا سا سامان ہے

وَّلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾	وَعَلَى الَّذِيْنَ	هَادُوْا	حَرَّمْنَا	مَا
اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ان پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا	اس کو جو

قَصَصْنَا	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ ج	وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ	وَلٰكِنْ
ہم نے بیان کیا	آپ ﷺ پر	اس سے پہلے	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ	لِلَّذِيْنَ	عَمِلُوا
وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	پھر (بھی)	بیشک	آپ ﷺ کا رب	ان کے لئے جنہوں نے	عمل کیا

السُّوْٓءَ	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابُوْا	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	وَاَصْلَحُوْٓا
برا	نادانی کے سبب سے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد	اور انہوں نے (اپنی) اصلاح کی

اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْۢ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع
(تو) بیشک	آپ ﷺ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ-1

(آیت-١١٨) کے الفاظ مَاقَصَصْنَا عَلَيْكَ میں سورہ انعام کی آیت-١٤٦ کی طرف اشارہ ہے جس میں 1165 بتایا گیا ہے کہ یہودیوں پر ان کی نافرمانیوں کے باعث کون کون سی چیزیں حرام کی گئی تھیں۔(تفہیم القرآن) یہود اپنی سرکشی کے باعث ان چیزوں سے محروم کئے گئے تھے لہٰذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری شریعت میں یہ چیزیں حلال ہیں۔

(تفسیر نعیمی-بحوالہ سورۃ الانعام آیت-١٤٦)

آیت نمبر (120 تا 124)

ترکیب

(آیت-120) کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے اُمَّةً حالت نصب میں ہے۔ قَانِتًا اور حَنِيفًا کی نصب کے تین امکانات ہیں۔ اَوَّلًا یہ کہ انہیں اُمَّةً کی صفت یا بدل مانا جائے۔ ثَانِیًا یہ کہ انہیں اِبْرٰهِيْمَ کا حال مانا جائے۔ ثَالِثًا یہ کہ انہیں بھی کَانَ کی خبر مانا جائے۔ یعنی ان سے پہلے وَکَانَ محذوف مانا جائے۔ ترجمہ میں ہم تیسرے امکان کو ترجیح دیں گے۔ (آیت-121) شَاكِرًا سے پہلے کَانَ محذوف ہے جس کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اِجْتَبٰهُ اور هَدٰىهُ کا فاعل ان میں شامل هُوَ کی ضمیریں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جبکہ ان کے ساتھ هُ کی ضمیر مفعولی حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	كَانَ	اُمَّةً	قَانِتًا	لِّلّٰهِ
بیشک	ابراہیمؑ	تھے	(اپنی ذات میں) ایک امت	اطاعت کرنے والے تھے	اللہ کے

حَنِيْفًا	وَلَمْ يَكُ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾	شَاكِرًا	لِّاَنْعُمِهٖ
یکسو تھے	اور وہ تھے ہی نہیں	شرک کرنے والوں میں سے	(وہ تھے) شکر ادا کرنے والے	اس کی نعمتوں کا

اِجْتَبٰهُ	وَهَدٰىهُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾
اس نے (یعنی اللہ نے) چنا ان کو	اور اس نے ہدایت دی ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف

وَاٰتَيْنٰهُ	فِى الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَاِنَّهٗ	فِى الْاٰخِرَةِ	لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾
اور ہم نے دی ان کو	دنیا میں	بھلائی	اور بیشک وہ	آخرت میں	یقیناً صالحین میں سے ہیں

ثُمَّ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	اَنِ	اتَّبِعْ	مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ	حَنِيْفًا
پھر	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	کہ	آپؐ پیروی کریں	ابراہیمؑ کے دین کی	یکسو ہوتے ہوئے

وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾	اِنَّمَا	جُعِلَ	السَّبْتُ
اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مقرر کیا گیا	ہفتہ کا دن

عَلَى الَّذِيْنَ	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَيَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ
ان پر جنہوں نے	اختلاف کیا	اس میں	اور بیشک	آپؐ کا رب	یقیناً فیصلہ کرے گا	ان کے مابین

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فِيْمَا	كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ 1165
قیامت کے دن	جس میں (کہ)	وہ لوگ اختلاف کرتے تھے

نوٹ۔1

لفظ امت چند معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مشہور معنی جماعت اور قوم کے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس جگہ (یعنی آیت۔ ۱۲۰ میں) یہی معنی منقول ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ابراہیمؑ تنہا ایک فرد، ایک امت اور قوم کے کمالات وفضائل کے جامع ہیں۔ (معارف القرآن)۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص تو خود اپنی ذات میں ایک انجمن ہے۔ اسی مفہوم میں حضرت ابراہیمؑ کو ایک امت کہا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا کار رسالت تن تنہا سرانجام دیا اور اس طرح دیا کہ آج دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی یہود نصاریٰ اور مسلمان ان کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

آیت نمبر(125تا128)

ترجمہ:

اُدْعُ	اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ	بِالْحِكْمَةِ	وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
آپؐ دعوت دیں	اپنے رب کے راستے کی طرف	حکمت کے ساتھ	اور بھلی نصیحت کے ساتھ

وَجَادِلْهُمْ	بِالَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ ۭ	اِنَّ	رَبَّكَ
اور آپؐ بحث کریں ان سے	اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے خوبصورت ہو	بیشک	آپؐ کا رب

هُوَ اَعْلَمُ	بِمَنْ	ضَلَّ	عَنْ سَبِيْلِهٖ	وَهُوَ	اَعْلَمُ
ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	گمراہ ہوا	اس کے راستے سے	اور وہ ہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾	وَاِنْ	عَاقَبْتُمْ	فَعَاقِبُوْا	بِمِثْلِ مَا	عُوْقِبْتُمْ	بِهٖ ۭ
ہدایت پانے والوں کو	اور اگر	تم لوگ بدلہ لو	تو بدلہ لو	اس کے جیسی سے	تم سے زیادتی کی گئی	جیسی

وَلَىِٕنْ	صَبَرْتُمْ	لَهُوَ	خَيْرٌ	لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	وَاصْبِرْ	وَمَا صَبْرُكَ
اور بیشک اگر	تم لوگ صبر کرو	تو یقیناً یہ	بہتر ہے	صبر کرنے والوں کے لئے	اور آپؐ صبر کریں	اور آپ کا صبر نہیں ہے

اِلَّا	بِاللّٰهِ	وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَلَا تَكُ	فِيْ ضَيْقٍ
مگر	اللہ (کی توفیق) سے	اور آپؐ غمگین مت ہوں	ان لوگوں پر	اور آپؐ مت ہوں	کسی تنگی میں

مِّمَّا	يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اِنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا
اس سے جو	یہ لوگ چالبازی کرتے ہیں	بیشک	اللہ	ان کے ساتھ ہے جنھوں نے	تقویٰ اختیار کیا

وَّالَّذِيۡنَ	هُمۡ	مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ 1165
اوران کے ساتھ ہے جو کہ	وہ ہی	احسان کرنے والے ہیں

نوٹ۔1

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت برام ابن حیانؒ کی موت کا وقت آیا تو عزیزوں نے درخواست کی کہ ہمیں کچھ وصیت فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ وصیت تو لوگ اموال کی کیا کرتے ہیں، وہ میرے پاس ہے نہیں، لیکن میں تم کو اللہ کی آیات خصوصاً سورۂ نحل کی آخری آیتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان پر مضبوطی سے قائم رہو۔ وہ یہی زیر مطالعہ آیات ہیں۔ ان آیات میں دعوت وتبلیغ کے اصول اور آداب کی تفصیل چند کلمات میں سموئی ہوئی ہے۔

لفظ حکمت قرآن کریم میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس جگہ ائمہ تفسیر نے اس کی متعدد تفاسیر بیان کی ہیں۔ روح المعانی نے بحوالہ بحر محیط حکمت کی تفسیر یہ کی ہے کہ حکمت اس درست کلام کا نام ہے جو انسان کے دل میں اتر جائے۔ اس تفسیر میں تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں اور صاحب روح المعانی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعہ انسان حالات کے تقاضوں کو سمجھ کر اس کے مناسب کلام کرے۔ وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے۔ جہاں یہ سمجھے کہ صراحۃً کہنے میں مخاطب کو شرمندگی ہوگی وہاں کوئی ایسا عنوان تلاش کرے کہ مخاطب کو شرمندگی نہ ہو۔

وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لئے نرم ہو جائے، مثلاً اس کے ساتھ قبول کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات ذکر کئے جائیں گے مگر خیر خواہی کی بات کبھی دل خراش انداز میں بھی کہی جاتی ہے۔ اس طریقہ کو چھوڑنے کے لئے لفظ حسنہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اگر دعوت میں کہیں بحث ومناظرہ کی ضرورت پیش آجائے تو وہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہئے یعنی گفتگو میں لطف ونرمی اختیار کی جائے۔

آج کل اول تو دعوت واصلاح کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو اس میں مشغول بھی ہیں انہوں نے صرف بحث و مباحثہ، مخالف پر الزام تراشی، فقرے چست کرنے اور تحقیر وتوہین کو دعوت وتبلیغ سمجھ لیا ہے جو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کبھی موثر ومفید نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور حقیقت میں وہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہوتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ دعوت حق میں مشغول رہنے والا یا تو صحیح اصولوں کے تابع اور مہلک خطرات سے بچ کر سعادت ابدی حاصل کر لیتا ہے یا پھر اس مقام سے گرتا ہے تو شقاوت ابدی کی طرف جاتا ہے اس کا درمیان میں رہنا بہت مشکل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”علم دین اس غرض سے نہ سیکھو کہ اس کے ذریعہ دوسرے علماء کے مقابلہ میں فخر وعزت حاصل کر و یا کم علم لوگوں سے جھگڑا کرو یا اس کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کر لو اور جو ایسا کرے گا وہ آگ میں ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم میں جھگڑا اور جدال نور علم کو انسان کے قلب سے نکال دیتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایک شخص جس کو سنت کا علم ہو گیا وہ حفاظت سنت کے لئے جدال کر سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ مخاطب کو صحیح بات سے آگاہ کردے۔ پھر وہ قبول کرلے تو بہتر ورنہ سکوت اختیار کرے۔ (معارف القرآن، جلد پنجم صفحات۔ 407 تا 419 سے ماخوذ)

نوٹ۔2

اسلام میں بدلہ لینے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت مشروط ہے۔شرط یہ ہے کہ جتنی زیادتی ہم سے کی گئی ہے جواب میں ہم اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہیں، زیادہ نہیں کر سکتے۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی نے اگر ہمیں ایک تھپڑ مارا ہے تو ہم بھی اسے ایک تھپڑ مار سکتے ہیں، دو نہیں مار سکتے۔اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بدلہ لینے میں برابر کی زیادتی کرنے کے لئے ہم کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ مثلاً کسی نے اگر زبردستی ہمیں شراب کا ایک گھونٹ پلا دیا ہے تو جواب میں ہم اسے ایک گھونٹ شراب بھی نہیں پلا سکتے (معارف القرآن، ج7،ص707) کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت۔194 میں بدلہ میں برابر کی زیادتی کرنے کی اجازت کے ساتھ ہی حکم بھی دیا ہے کہ ''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔'' یعنی بدلہ لینے کی اجازت کو اللہ کے کسی حکم کو پامال کرنے کا ذریعہ مت بناؤ اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ جس نے زیادتی کی ہے صرف اس سے ہی بدلہ لیا جا سکتا ہے، اس کے کسی عزیز و اقارب سے نہیں۔ مثلاً کسی نے ہمارے بیٹے کو قتل کر دیا ہے تو جواب میں ہم اس کے بیٹے کو قتل نہیں کر سکتے۔کسی نے اگر ہماری خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی ہے تو بدلہ میں ہم اس کی خواتین سے بدتمیزی نہیں کر سکتے۔(تفہیم القرآن۔ج ۲۔ص ۵۱۲) کیونکہ اس کے بیٹے اور خواتین نے جرم نہیں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہماری نس نس سے واقف ہے۔وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ بدلہ لینے کی شرائط کا لحاظ رکھیں۔ اس لئے زیر مطالعہ آیت۔ ۱۲۶ میں ہمیں بتا دیا کہ اگر تم لوگ صبر کرو کہ یہ یقیناً صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔اس کا مطلب یہی ہے کہ مظلوم اگر صبر کرے گا تو اس میں ظالم کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں فائدہ مظلوم کا ہی ہے۔اس بات کو سمجھ لیں۔

فرض کریں کہ کسی نے آپ کو ایک تھپڑ مار دیں اور بازی الٹ جائے جو پہلے ظالم تھا وہ اب مظلوم ہو گیا اور آپ جو پہلے مظلوم تھے اب ظالم ہو گئے۔ پہلے پوزیشن یہ تھی کہ میدان حشر میں اس کی نیکیاں آپ کو دی جاتی تھیں، لیکن اب آپ کی نیکیاں اس کو دین جائیں گی۔اس لئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ صبر کرنا صبر کرنے والوں کے حق میں ہی بہتر ہے اس میں زیادتی کرنے والے کا کوئی فائدہ نہیں۔